گئے۔ قاتل بھی حاضر خدمت کیا گیا آپ نے پوچھا اے دشمن خدا کیا میں نے تجھ پر احسان نہیں کیا کہا ہاں پھر تونے یہ حرکت کیوں کی؟ اس نے کہا اس تلوار کو چالیس دن سے تیز کیا تھا اور خدا سے دعا کی تھی کہ اے خدا اس تلوار سے اپنی بدترین مخلوق کو قتل کرا۔ فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ تو ہی اس تلوار سے قتل کیا جائیگا اور خدا کا بدترین مخلوق تو ہی ہے۔ آخر آپ نے اسی زخم میں جام شہادت نوش فرمایا! اگر جزع فزع جائز ہوتا تو ان مقتولین کے حق میں ہر سال محرم میں معمول کر دیا جاتا۔ حضرت علیؓ کی شہادت کا ماتم اور زیادہ تزک و احتشام سے منانا چاہئے تھا کیونکہ ان کے مخالفین نے ان کو کافر اور مرتد سمجھکر قتل کیا تھا یہ تو سب سے بڑا گناہ ہے کہ کسی مسلم کو حلال الدم سمجھکر قتل کیا جائے بخلاف حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے کہ ان کو تو دنیاوی حکومت اور وجاہت کی بنا پر شہید کیا گیا ان کے مخالفین میں سے اکثر لوگوں نے اس قتل کو بہت برا سمجھا مگر اغراض دنیاوی غالب آگئیں خود یزید کو بھی انکے قتل ہونیکا بہت رنج ہوا۔ عبیداللہ ابن زیاد نے جب یزید کے پاس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک بھیجا ہے تو حمازہ بن ربیعہ کہتا ہے کہ میں اسوقت وہاں موجود تھا یزید نے قاصد سے سوال کیا کیا خبر ہے قاصد نے کہا فتح و نصرت کی بشارت لایا ہوں یہ کہکر سر مبارک پیش کر دیا۔ راوی کہتا ہے یہ دیکھتے ہی یزید کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں کہا ابن مرجانہ (عبیداللہ ابن زیاد) پر خدا کی لعنت ہو میں بغیر قتل حسینؓ کے بھی تمہاری اطاعت سے خوش ہو سکتا تھا میں ہوتا تو حسینؓ سے ضرور درگذر کرتا اس کے بعد یہ شعر پڑھا ؎

یفلقن ھاما من رجال اعزۃ ✤ علینا وھم کانوا اعق واظلما

تلواریں ایسوں کا سر کاٹتی ہیں جو ہمیں عزیز ہیں دراصل وہی بہت بڑے ظالم ہیں پھر کہا واللہ اگر میں ہوتا تو تجھے اے حسینؓ ہرگز قتل نہ کرتا بعد میں حضرت سکینہ برابر کہا کرتی تھیں میں نے کبھی کوئی انسان پھر یزید سے زیادہ اچھا سلوک کرنیوالا ہمارے ساتھ نہیں دیکھا قتل حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ روایتیں جو مشہور ہیں کہ شہید ہوجانے کے بعد آسمان نے خون برسایا یا یہ کہ کوئی پتھر ایسا نہیں تھا جکو اٹھایا جائے اور وہ خون آلودہ نہ ہو اس قسم کی بات کسی کی شہادت میں واقع نہیں ہوئی یہ سب ہفوات ہیں محققین کی کتابیں اس بات سے خالی ہیں جیسا کہ علامہ بغوی وغیرہ نے اس کی تصریح کی ہے۔ شہدائے اسلام کی دردناکی کی فہرست بہت طولانی ہے۔ یہی شہادت حسینؓ کا واقعہ اسلام میں کوئی نیا اور انوکھا واقعہ نہیں بلکہ بقول اقبال ؎

تیغوں کے سایے میں ہم پلکر جواں ہوئے ہیں ✤ خنجر ہلال کا ہے قومی نشاں ہمارا

پس ان واقعات پر رونا پیٹنا اور ماتم کرنا درحقیقت اسلامی شان پر دھبہ لگانا ہے بلکہ ہمیں ان واقعات سے اپنے اندر شجاعت بہادری جان نثاری وجانبازی کا جذبہ پیدا کرنا چاہئے اسلئے کہ ایک مسلم کیلئے اپنی جان کو حق کی حمایت میں قربان کر دینا بھی حقیقی حیات ہے ✤

صحابہ حفاظ حدیث خیر الانامؐ

(از جناب مولوی عبدالصمد صاحب مبارکپوری)

آجکل منکرین حدیث احادیث نبویہ کے رد و ابطال اور ان کے ناقابل حجت و عمل ثابت کرنیکی مختلف طریقہ سے کوشش ناکام کرتے اور عجب عجب بے سروپا و مضحکہ خیز باتیں تراشتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی جہالت و ناواقفیت کے باعث کبھی واقعات وحقائق پر پردہ

ڈالنے کی سعی کرتے ہیں اور کبھی قیاسی تکون اور بے سروپا ڈھکوسلوں سے ناواقف وسادہ دل مسلمانوں کو حدیث نبوی سے بدظن و برگشتہ کرتے ہیں۔ کبھی تمام حدیثوں کو ظنی کہتے ہیں گو وہ ظنی کے معنی بھی نہیں جانتے اور کبھی احادیث کی دوسری صدی میں مدون ہونا ظاہر کر کے جملہ دفاتر حدیث کو جعلی اور مصنوعی ثابت کرنا چاہتے ہیں لیکن الحمدللہ! علم حدیث کوئی ضعیف البنیان و سخیف الاصل علم نہیں ہے کہ ان کی معمولی جنبش اور ادنیٰ حرکت سے اس کی بنیاد متزلزل و مضمحل ہو سکے بلکہ یہ علم مبارک وہ قوی البنیاد اور راسخ الاساس علم ہے کہ الحاد و تزندق کے سخت جھونکے اور کفر و ابتداع کے شدید جھٹکے بھی اس کو اپنی جگہ سے باوجود مرور دہر کے آج تک ذرا جنبش نہ دے سکے ؎

در فطرت کامل نکند حادثہ نقصان + یاقوت چو سائیدہ شود قوت روح است

ان کی ان ناپاک و قبیح حرکتوں اور مذموم و ناقابل نفریں افعال کو طشت از بام کر کے اصل حقیقت کو آشکارا و واشگاف کرنیوالے علما و ارباب قلم موجود ہیں اور وقتاً فوقتاً ان کی سرکوبی و گردن زنی اپنے قلم و زبان سے کرتے رہتے ہیں۔ اور مقام صد شکر ہے کہ علماء متقدمین نے اس علم مبارک کے متعلق اسقدر معلومات کا ذخیرہ فراہم و مہیا کر دیا ہے اور اسقدر ابحاث میں وسعت و کثرت پیدا کر دی ہے اور اس کے اصول و فروع کو ایسا منظم و ممہد اور مستحکم و مشید کر دیا ہے کہ کوئی مضمون اور کوئی عنوان چھوٹنے نہیں پایا ہے۔ اور نہ کوئی موضوع اور کوئی پہلو ان سے اچھوتا رہا۔ جہاں انھوں نے علوم حدیث کے انواع و اصناف کو بیان کیا اور اس سے بحث کی اور ان کی جدا جدا قسمیں ٹھہرائیں اور ان کی مختلف شاخیں اور متعدد فنون قائم کئے وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ حدیث کی روایت کرنیوالے صحابہ کرام رضی اللہ علیہم کی عدد روایات کا احصار و شمار کیا اور اس نوعیت کے لحاظ سے ان کی مختلف قسمیں قرار دیں۔ اصحاب الوف یعنی وہ صحابہ جن سے ہزار حدیث سے زائد یا کم از کم ہزار حدیثیں روایت کی گئی ہیں۔ اور اس کے بعد اصحاب مئین یعنی وہ صحابہ جن سے کم از کم سو احادیث مروی ہیں۔ اس کے بعد اصحاب عشرات وغیرہ مراتب قائم کئے ہیں۔ جن سے صحابہ کرام نے کہ ہزار سے زائد کی تعداد میں حدیث کی روایت کی ہے انکے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں۔

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان سے پانچہزار تین سو چوہتر (۵۳۷۴) حدیثیں مروی ہیں۔ حضرت ابوہریرہ کو تمام صحابہ سے زیادہ حدیثیں یاد تھیں اور آٹھ سو سے زائد لوگوں نے ان سے حدیث کی روایت کی ہے یعنی ان کے شاگردوں کی تعداد آٹھ سو سے زائد تھی۔ بہت سے صحابہ نے بھی ان سے روایت کی ہے ان میں سے عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر اور جابر بن عبداللہ اور انس بن مالک اور واثلہ بن الاسقع ہیں (رضی اللہ عنہم) امام بیہقیؒ نے امام شافعیؒ کا قول ان کی بابت نقل کیا ہے وہ فرماتے تھے کہ "ابوھریرۃ احفظ من روی الحدیث فی دھرہ" یعنی ابوہریرہ اپنے وقت میں سب سے زیادہ حدیث نبوی کے حافظ تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ان کے جنازہ پر رحمت کی دعا کرتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کان یحفظ علی المسلمین حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم" یعنی یہ (ابوہریرہ) مسلمانوں کیلئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں یاد رکھتے تھے +

(۲) ان کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر کا پایہ تھا انھوں نے دو ہزار چھ سو تیس حدیثیں روایت کی ہیں باوجودیکہ یہ حدیث کی روایت میں بہت بڑے محتاط تھے اور بعض دفعہ سال سال بھر کی طویل مدت میں صرف ایک حدیث بیان فرماتے تھے۔

(۳) ان کے بعد حضرت انس بن مالکؓ کا مرتبہ ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے انھوں نے دو ہزار دو سو چھیاسی

حدیثیں روایت کی ہیں۔ جبوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے اسوقت سے آپ کے انتقال فرمانے تک حضرت انسؓ آپ کی خدمت میں رہے اور آپ کی تعلیم و تربیت سے مستفیض ہوتے رہے۔ پھر آپ کے بعد حضرت ابوبکر و عمر و عثمان وغیرہم رضی اللہ عنہم سے علم حاصل کیا اور آپ کی عمر بہت دراز ہوئی تمام صحابہ کے بعد آپ نے وفات پائی ہے۔

(۴) پھر حضرت عبداللہ بن عباس حبرالامۃ و ترجمان القرآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی کا درجہ ہے۔ ان سے ایکہزار چھ سو ساٹھ حدیثیں مروی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیواسطے دعا فرمائی کہ یا اللہ تو ابن عباس کو فقہ فی الدین اور تاویل قرآن عطا فرما۔ اللھم فقھہ فی الدین و علمہ الکتاب۔ (۵) ان کے بعد حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ کا مرتبہ ہے انھوں نے ایکہزار پانچسو چالیس حدیثیں روایت کی ہیں (۶) پھر ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا رتبہ ہے ان سے ایکہزار ایک سو ستر احادیث مروی ہیں۔ یہ ایک مدت تک فتوے دیتے رہے۔ ان سے عبداللہ بن عمر اور جابر بن عبداللہ وغیرہما اصحاب نے روایت کی ہے اس کے بعد (۷) حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کا پایہ ہے۔ انھوں نے دو ہزار دو سو دس حدیثیں روایت کی ہیں انھیں بزرگوں کے بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے ؎

سبع من الصحب فوق الالف قد نقلوا ✱ من الحدیث عن المختار خیر مضر
ابوھریرۃ۔ سعدٌ۔ جابرٌ۔ انس ✱ صدیقۃ وابن عباس کذا ابن عمر

ماہ محرم الحرام

اس مہینہ کے متعلق گذشتہ سالوں میں محدث میں مفصل مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے سلسلے میں اس وقت کے مسلمان جو کچھ بھی کرتے ہیں وہ بالکل ناجائز اور شرعًا ممنوع ہے۔ اسلئے اب پھر ان تمام باتوں کے اعادہ کی ہم ضرورت نہیں سمجھتے۔ بلکہ صرف اس یاددہانی ہی پر اکتفا کرتے ہیں کہ مسلمانو! خدا کیلئے ان بدعتوں میں اپنے مال ضائع کرنے سے بچاؤ۔ اور اپنے ایمان کی حفاظت کرو۔ یہ جو کچھ بھی تم کرتے ہو مثلاً تعزیے بنانا اور اس پر منتیں چڑھانی۔ اس سے مرادیں مانگنی۔ امام حسینؓ کے نام کی سبیلیں لگانی۔ ماتمی کپڑے پہننا رونا پیٹنا اور نوحہ کرنا وغیرہ وغیرہ یہ تمام باتیں نہ قرآن مجید میں کہیں اللہ نے بتایا۔ نہ حدیثوں سے ثابت ہیں، اور نہ چاروں اماموں میں سے کسی امام نے سکھایا۔ پھر ان شیطانی کاموں میں کیوں اپنے اوقات اور پیسوں کو ضائع کر کے رب کے نافرمان بنتے ہو۔ یاد رکھو کہ محرم کے مہینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے اس کے سوا اور کچھ بھی ثابت نہیں کہ اس کی نویں اور دسویں تاریخ کو روزہ رکھا جائے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورا (۱۰ محرم) کا روزہ کبھی ترک نہیں کیا۔ اور فرمایا کہ اگر میں زندہ رہا تو آئندہ سال نویں تاریخ کو بھی رکھونگا پس نویں اور دسویں دونوں تاریخوں میں روزہ رکھنا چاہئے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اس دن روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے ایک سال گذشتہ کے گناہ بخشدیگا۔ پس سنت پر خلوص کے ساتھ عمل کرو، اور اس کے علاوہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف رستہ پر چلکر اپنے اعمال کو حبط نہ کرو۔ اللہ ہمیں نیک راستہ اختیار کرنے اور بدعتوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مدیر